93240 ـ فوجی نمائش اور مارچ اور ہلاکت کے خدشہ سے روزہ نہ رکھنا

سوال

رمضان المبارک کے مہینہ میں ہم فلسطین میں ایک فوجی پریڈ یا نمائش میں گئے، جو تقریبا چار گھنٹے پیدل مارچ تھا، اور آخر میں جب ہم واپس آئے تو ہماری جان نکلنے والی تھی، کچھ نے تو برداشت نہ کرتے ہوئے روزہ کھول لیا، کیونکہ وہ واضح ہلاک ہونے کے قریب تھے، کیا روزہ کھولنے والے نوجوانوں نے غلطی کی، اور اگر غلطی تھی تو اس کا حل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کی زمین پر غاصبا قبضہ کرنے والے یہودیوں میں وہ دن دکھائے جس دن وہ ذلیل ورسوا ہوں، اور دین اسلام کو عزت نصیب ہو، اور حق والوں کو حق ملے، اسی طرح ہماری دعا ہے کہ جو بھی مسلمان شخص اپنی زمین اور دین کا دفاع کرتے ہوئے فوت ہوا اسے شہادت کا رتبہ نصیب فرمائے، اور اللہ تعالی سے ہماری یہ بھی دعا ہے کہ وہ مجاہدین اور اسلام کی خدمت کرنے اور کمزور مسلمانوں کی مدد کرنے والوں کو توفیق سے نوازے.

دوم:

شرعی عذر والوں کے لیے رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھنے کے جواز میں کوئی شک و شبہ نہیں، بلکہ بعض اوقات تو یہ واجب ہو جاتا ہے، مثلا دشمن سے دو بدو لڑائی کے وقت، یا پھر لڑائی سے قبل جنگ کی تیاری کے وقت روزہ نہ رکھنا، اس کی دلیل صحیح سنت نبویہ سے ملتی ہے جو اس کے وجوب پر دلالت کرتی ہے.

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ کا سفر کیا تو ہم روزے سے تھے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بلاشبہ تم اپنے دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو اور روزہ نہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ تقویت کا باعث ہے، تو یہ رخصت تھی، ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے روزہ نہ رکھا، پھر ہم نے ایك اور جگہ پڑاؤ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بلا شبہ تم صبح دشمن تك پہنچ جاؤ گے، اور روزہ نہ رکھنا تمہارے لیے تقویت کا باعث ہے، تو تم روزہ نہ رکھو، اور یہ عزیمت تھی، تو ہم نے روزہ نہ رکھا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1120).

اس کی مزید تفصیل آپ سوال نمبر (12641) کے جواب میں دیکھیں.

اس لیے آپ نے جو تیاری کی تھی وہ یہودی دشمن سے حتمی لڑائی کے تھی تو دشمن کا مقابلہ کرنے والے کے لیے روزہ نہ رکھ کر تقویت حاصل کرنی جائز ہے تا کہ وہ لڑائی اور جنگ میں قوت حاصل کر سکے.

لیکن اگر آپ نے وہ تیاری اور ٹریننگ کی جسے مؤخر کیا جا سکتا تھا، یا پھر اس کے بعد دشمن سے مقابلہ اور لڑائی نہ تھی تو یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ کے لیے روزہ نہ رکھا جائز ہو، اور دونوں حالتوں کے مابین فرق کرنا ضروری ہے، اور ان کے مابین خلط ملط کرنا جائز نہیں؛ چنانچہ پہلی حالت جس میں روزہ نہ رکھنا جائز یا واجب ہے وہ یہ ہے کہ:

اس میں دشمن سے مقابلہ کا یقین یا ظن غالب ہو.

لیکن دوسری حالت میں جس میں روزہ نہ رکھنا جائز نہیں وہ یہ ہے کہ: وہ فوجی نمائش یا مارچ یا وہ ٹریننگ جو قریبی وقت میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی تیاری نہ ہو، یا پھر جن کا مغرب کے بعد تك مؤخر کرنا ممکن ہو تا کہ فوجی روزہ اور اس کو جمع کر سکے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اسی طرح جسے روزہ چھوڑنے کی ضرورت ہو تا کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں دشمن سے لڑائی کے لیے تقویت حاصل کر سکے، تو وہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں اس کی قضاء کر لے، چاہے وہ سفر میں ہو یا اپنے شہر میں جب دشمن وہاں آچکا ہو؛ کیونکہ اس میں مسلمانوں کا دفاع اور اعلاء کلمۃ اللہ ہے.

صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

" ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ کا سفر کیا تو ہم روزے سے تھے، ہم نے ایك جگہ پڑاؤ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بلاشبہ تم اپنے دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو اور روزہ نہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ تقویت کا باعث ہے...... "

(شیخ نے پوری حدیث ذکر کی ہے) تو اس حدیث میں ہے کہ دشمن سے لڑائی کے لیے تقویت کا حصول سفر کے علاوہ ایك مستقل سبب ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے علاوہ دشمن سے لڑائی کو روزہ نہ رکھنے کی علت کا حکم دیا ہے، اسی لیے پہلے پڑاؤ والی جگہ پر انہیں روزہ افطار کرنے اور نہ رکھنے کا حکم نہیں دیا "

ماخوذ از: مجالس شہر رمضان (آٹھویں مجلس).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" اور انہوں نے ناقابل برداشت بھوك اور پیاس، اور دشمن سے مقابلہ میں متوقع یا یقینی کمزوری بھی اس سے ملحق کی ہے، مثلا وہ گھیرے میں ہو تو غازی کو جب یقینی یا ظن غالب میں دشمن کا مقابلہ کا علم ہو، اور اسے خدشہ ہو کہ روزہ لڑائی میں کمزری کا باعث بن سکتا ہے، اور وہ مسافر بھی نہ ہو تو لڑائی سے قبل اس کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے....

اور بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اور جو دشمن سے لڑائی کرے، یا دشمن نے اس کے شہر اور علاقے کا گھراؤ کر لیا ہو، اور روزہ اس کے لیے لڑائی میں کمزوری اور ضعف کا سبب بنے تو اس کے بغیر سفر ہی روزہ چھوڑنا جائز ہے، کیونکہ اسے اس کی ضرورت ہے " انتہی.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (28 / 57).

سوم:

اور آپ کے ساتھ جن لوگوں نے روزہ چھوڑا تھا اگر ان کے ظن غالب میں یہ تھا کہ وہ روزہ رکھ سکتے ہیں، اور پھر انہوں نے مارچ اور نمائش میں شرکت کی اور پھر ان کے لیے روزہ مشقت کا باعث بنا حتی کہ انہیں اپنی جان کا بھی خطرہ ہونے لگا تو ان کے لیے روزہ چھوڑنا اور کھول دینا جائز بلکہ واجب ہوگیا، کہ وہ صرف اتنی چیز کھا اور پی لیں جو ہلاکت کے خدشہ کو ختم کر دے، اور اس کے بعد مغرب تك انہیں کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہیے تھا، اور وہ اس دن کے بدلہ بعد میں قضاء کرتے ہوئے روزہ رکھیں گے، اور اگر اس کی رخصت نہ ہو تو وہ آئندہ ایسا مت کریں.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کہتے ہیں:

اور اگر روزہ دار کو دن میں روزہ کھولنے کی ضرورت پیش آئے کہ روزہ نہ کھولنے کی صورت میں اس کی جان کا خطرہ ہو تو وہ ضرورت کے وقت روزہ کھول دے، اور ضرورت کی چیز کھانے کے بعد رات تك دن کا باقی حصہ کھانے پینے سے احتراز کرے، اور رمضان کے بعد وہ اس روزہ کی قضاء میں روزہ رکھے، کیونکہ اللہ تعالی کا عمومی فرمان ہے:

اللہ تعالی کسی بھی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا .

اور ایك دوسری جگہ فرمان باری تعالی ہے:

اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا.

دیکھیں: مجلۃ البحوث الاسلامیۃ (24 / 67).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

پیاس کی بنا پر فرضی روزہ توڑنے والے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" اس کا حکم یہ ہے کہ جس نے بھی فرضی روزہ رکھا ہو چاہے وہ رمضان میں ہو یا رمضان کی قضاء کا روزہ یا کفارہ یا فدیہ کا روزہ تو اس کے لیے یہ روزہ توڑنا حرام ہے.

لیکن اگر پیاس اس حد تك پہنچ جائے کہ اس کی جان کو خطرہ ہو یا ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو پھر اس کے لیے روزہ کھولنا جائز ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ رمضان کے ایام ہی ہوں جب پیاس اس حد تك پہنچ جائے کہ اس کو اپنی جان کو ضرر پہنچنے کا خدشہ لاحق ہو، یا ہلاك ہونے کا، تو اس کے لیے روزہ کھولنا اور توڑنا جائز ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19) سوال نمبر (149).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" جسے شدید پیاس اور بھوك نڈھال کردے تو وہ روزہ کھول دے اور بعد میں اس کی قضاء میں روزہ رکھے "

اور احناف نے اسے دو چیزوں سے مقید کیا ہے:

پہلی:

اسے اپنی جان کی ہلاکت کا خدشہ یا ظن غالب ہو، نہ کہ صرف وہم، یا پھر اسے عقل میں کمی یا بعض حواس کھوجانے کا خدشہ ہو، مثلا حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنی جان کا خطرہ ہو، یا پھر اپنے بچے کی ہلاکت کا.

مالکیہ کہتے ہیں: اگر اسے اپنی جان کا خدشہ ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنا حرام ہے؛ اور یہ اس لیے کہ جان اور منافع کی حفاظت کرنا فرض ہے.

دوسری:

کہ وہ اس میں اپنی جان کو تکلیف نہ دے " انتہی.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقہیۃ (28 / 56).

واللہ اعلم .